مولانا عبدالستار حماد

قسط نمبر ۱۴

عصمتِ انبیاء علیہم السلام

دلائل مذہبی :

یعنی وہ دستور العمل جو ہر ایک اہل مذہب بہ تعلیم مذہب مانتے ہیں۔

سب سے پہلے اس امر میں ہم اپنے قدیمی مہربان عیسائیوں کی شہادت لیتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ میں بحیثیت مذہبی کیا فتویٰ دیتے ہیں کہ عورت مستعملہ ہے یا نہیں ؛

عیسائیوں کا دستور العمل جس کا نام "دعائے عمیم کی کتاب" ہے، دیکھنے سے ہماری تائید ہوتی ہے کہ عورت کو عیسائی بھی مستعملہ جانتے ہیں۔ چنانچہ کتاب مذکور میں نکاح کی ترتیب کے بیان میں لکھا ہے کہ خادم الدین (یعنی پادری) مرد سے یہ کہے کہ کیا تو اس عورت کو اپنی بیاہتا جورو ہونی قبول کرتا ہے کہ خدا کے حکم کے بموجب نکاح کی پاکیزہ حالت میں اس کے ساتھ زندگی گذارے، آیا تو اس سے محبت رکھے گا، اس کو تسلی دیگا، اس کی عزت کریگا اور بیماری و تندرستی میں اس کی خبر لے گا اور سب دوسریوں کو چھوڑ کر دونوں کی زندگی بھر فقط اس کے ساتھ رہے گا؛ مرد جواب دیگا، ہاں البتہ! تب قسیس عورت سے کہیگا کہ کیا تو اس مرد کو اپنا بیاہتا شوہر ہونا قبول کرتی ہے؛ کہ خدا کے حکم کے بموجب نکاح کی پاکیزہ حالت میں اس کے ساتھ زندگانی گذارے۔ آیا تو اسکی خدمت کرے گی اور اس کے حکم میں رہے گی اور اس سے محبت رکھے گی، اس کا ادب کریگی اور بیماری و تندرستی میں اس کی خبر لے گی اور سب دوسروں کو چھوڑ کر اس کے ساتھ رہے گی؛ عورت جواب دیگی ہاں البتہ!" (دعائے عمیم صہ ۲۶۲)

اس مقام پر افسیون باب ۵ آیت ۲۲ تا ۲۴، کی ایک عبارت نقل کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا:

"اے بیویو! اپنے شوہروں کی ایسی تابع رہو جیسے خداوند کی۔ کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے جیسے کہ مسیح کلیسا کا سر ہے اور وہ خود بدن کا بچانے والا ہے لیکن جیسے کلیسا مسیح کے تابع ہے، ویسے ہی بیویاں ہر بات میں اپنے شوہروں کے تابع ہوں"

عبارت مذکورہ بالا ہمارے دعویٰ کی صریح شہادت ہے کہ عورت منفعلہ ہے جب ہی تو اس کو ماتحت اور تابع رہے گی، کی ہدایت پادری صاحب بھی کرتے ہیں جو مرد کو نہیں کی (افسوس پادری صاحب یہاں پر مساوی حقوق دلانا بھول گئے)

اس کے بعد ہم ہندوؤں کا رواج دیکھتے ہیں،

"رسالہ کہتری آگرہ میں یوں لکھا ہے:

"بالپن میں والدین کی اور بعد شادی شوہر کی مرضی مطابق چلنا ان عورتوں کا فرض قرار دیا ہے۔ اس فرض کا انتقال شادی کنیاں (کنواری) کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور بعد ادا اس رسم کے اس معنی پر وہ اپنے سوامی (خاوند) کے اقتدار میں آجاتی ہے۔ والدین کو اس بات کا حق حاصل نہیں رہتا کہ خلاف اس کے سوامی کی مرضی کے اپنی مرضی کو مقدم مان کر اس سے اس پر کاربند ہونے کے خواستگار ہو سکیں" (رسالہ مذکور بابت مئی ۱۸۹۶ء)

مصنف رسالہ آریوں کے مقابل اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ بیوہ کا نکاح ثانی درست نہیں۔ اس لئے کہ پہلے نکاح کے وقت لڑکی کا باپ یا دوسرا کوئی جائز ولی، لڑکی اس کے خاوند کو بخش دیتا ہے جسے ہندی میں کنیاں دان (کنواری کا ہبہ) کہتے ہیں جب وہ بخش چکا تو اب لڑکی باپ کے قبضہ میں نہ رہی۔ پس وہ نکاح ثانی کرانے کا بھی مجاز نہیں۔

راقم کہتا ہے، یہ دلیل نکاح ثانی بیوہ کے متعلق ضعیف ہو یا قوی اس سے ہمیں یہاں بحث نہیں۔ بہرحال اس سے یہ تو صاف ظاہر ہے کہ اہل ہنود بھی عورت کو مذہبی تعلیم کے لحاظ سے ایک چیز بخشیدنی اور دادنی جانتے ہیں۔ ایسی ہی دوسری شہادت ہندوؤں کی طرف سے یہ بھی ہے کہ منوجی مہاراج کے ادھیا پانچویں کے شلوک ۱۴۶ مندرجہ ذیل ہیں:

"لڑکی ہو، جوان ہو، یا بوڑھی مگر ستری (عورت)، کو واجب (جائز) نہیں کہ اپنے گھر میں کوئی کام اپنی آزادی یا خود روی سے کرے۔ بچپن میں ستری باپ کے بس میں رہے، جوانی میں خاوند کی تابعدار رہے" (رسالۂ مناظر "لاہور، ج ۱، نمبر ۵)

منوجی کی مزید شہادتیں جو مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم و مغفور نے رسالہ "مقدس رسول" میں لکھی ہیں، ان کا یہاں درج کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

آپ فرماتے ہیں :

"یہی منو بھگوان تعدد ازواج کو ایسی خوبی سے حل فرماتے ہیں کہ باید و شاید، راجہ کی بابت ہدایت ہے :

"راجہ کھانا کھا کر عورتوں کے ساتھ محل میں بہار کرے" (باب ۷، فقرہ ۲۲۱، منوسمرتی)

اور سنیئے :

"ایک کی دو زوجہ ہیں اور چھوٹی سے لڑکا پہلے پیدا ہوا اور بڑی زوجہ سے پیچھے ہوا پس اس مقام پر تقسیم حصہ کس طرح کرنا چاہیئے، اشلوک آئندہ میں لکھیں گے" (باب ۹، فقرہ ۱۱۲، منوسمرتی)

مزید برآں :

"پہلی عورت موجود ہو اور بھکشا سے دولت فراہم کرکے اس زو پیہ سے دوسری شادی کرلے تو اس کو صرف جماع کا لطف (سماجیو! سنتے ہو!) ملتا ہے اور اولاد اسی کی ہے جس نے دولت دی" (باب ۱۱، فقرہ ۵)

اور ان سب سے واضح بات یہ سنیئے :

"اگر ایک آدمی کی چار پانچ عورتیں ہوں اور ان میں سے ایک صاحبِ اولاد ہو تو باقی بھی صاحبِ اولاد (شمار) ہوتی ہیں۔ یہ منوجی کا حکم ہے" (منوسمرتی، باب ۹، فقرہ ۱۸۳، مقدس رسول ص۵۸)

حاشیہ تفسیر:

آریوں نے تو استعمال میں عورت کو یہاں تک بڑھایا کہ اگر کسی مرد کے نطفہ میں ضعف ہو جس سے اولاد نہ ہوتی ہو تو خاوند عورت کو اجازت دے کہ کسی دوسرے کا نطفہ ڈلوا کر اپنی اولاد بنا سکتا ہے (الٰہی پناہ) اس مسئلہ کو پنڈت دیانند بانیٔ فرقہ آریہ نے اپنے متعدد رسالوں "ستیارتھ پرکاش" وغیرہ میں بیان کیا ہے۔

غرض دنیا میں کوئی بھی شخص ایسا نہ ہوگا جو ہمارے اس دعویٰ (عورت کے مستعد ہونے) کے خلاف کہنے کی جرأت کریگا - اگر کرے گا تو قانونِ قدرت کی مضبوط بنا اور زمانہ کا رواج اور تمام

اہلِ مذاہب اس کی تکذیب پر کمر بستہ ہو جائیں گے۔ پس جبکہ عورت مستعملہ ہے تو کیا وجہ ہے کہ حسبِ ضرورت مثل دیگر اشیاء مستعملہ اس کا تعدد جائز نہ ہو؟

اس مضبوط بنا کی طرف خدا کی پاک کتاب قرآنِ مجید نے اشارہ کر کے مخالفین کے تمام سوالوں کا دندان شکن جواب دیا ہے، جہاں ارشاد ہے:

"الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعضھم علی بعض وبما انفقوا" (النساء)

یعنی مردوں کی حکومت عورتوں پر دو وجہ سے ہے، ایک تو قدرتی (جس کی شہادت دلائل فطریہ دے رہے ہیں) اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مرد اپنی کمائی میں سے عورتوں کو خرچ وغیرہ دیتے ہیں۔

(جاری ہے)

ترجمان کی ایجنسیاں

- ملک اینڈ سنز نیوز ایجنٹ بک سیلرز، ریلوے روڈ سیالکوٹ۔
- میسرز خلیق نیوز ایجنسی، موڑ ایمن آباد۔ ضلع گوجرانوالہ۔
- محمد سعید صاحب ایجنسی کھجور مارکہ صابن، بازار ناندلیانوالہ ضلع لائلپور۔
- حاجی ملک محمد ابراہیم صاحب دکاندار مین بازار ٹیکسلا، تحصیل وضلع راولپنڈی۔
- مولانا محمد عبداللہ صاحب، خطیب جامع اہلحدیث، صدر، راولپنڈی۔
- کتب خانہ وہابیہ، ۳۰۔ النور مارکیٹ، اردو بازار گوجرانوالہ۔
- منشا بک سٹال بالمقابل ریلوے سٹیشن گوجرانوالہ ٹاؤن۔
- خواجہ نیوز ایجنسی لودھراں، ضلع ملتان۔
- حافظ عبدالحق صاحب معرفت مولوی علی احمد صاحب کریانہ سٹور، تحصیل بازار، بہاولنگر
- مرکز ادب حسین آگاہی، ملتان شہر۔
- محمد ابراہیم صاحب نیوز ایجنٹ، عباس سائیکل ورکس، بلاک نمبر ۱۹ سرگودھا۔
- مولانا محمد اسماعیل صاحب خادم مسجد امین پور بازار، لائلپور۔
- میاں عبدالرحمان حماد صاحب، پاک دواخانہ بہاولنگر روڈ، قبولہ ضلع ساہیوال۔
- محمود برادرز کریانہ مرچنٹس، چمن بازار، ہارون آباد، ضلع بہاولنگر۔